مليكة العرب

از سید تلمیذ حسنین رضوی

اسلام کی خاتونِ اوّل حضرت خدیجۃالکبریٰ جو طاھرہ کے نام سے بھی موسوم ہیں خاندان قریش کی نہایت باعزت اور باعظمت خاتون تھیں۔ وہ عرب کی ان مشہور خواتین میں سے ہیں جن کا کاروان تجارت سب سے بڑا تھا ۸۰ ہزار اونٹ ہر جگہ سامان تجارت لے جاتے اور رحلۃالشتاء والصیف پر عمل کرتے جس سے حضرت خدیجہ کو سالانہ ایک لاکھ دینار کا منافع ہوتا یعنی ۲۰ لاکھ درہم اور جب پیغمبر اکرمؐ سے آپ کا عقد ہوا تو پندرہ سال کہ بچت آپ کے پاس موجود تھی جس کی بنیاد پر قرآن کریم نے آنحضرت سے مخاطب ہو کر کہا تھا وَوجدک عائلاً فَاغنٰی آپ کو محتاج پا کر اللہ نے خدیجہ کی دولت سے آپ کو غنی کر دیا۔ یہ انتظامِ قدرت تھا کہ اسلام پر کسی اور کا احسان نہ ہو لہذا اللہ نے حضرت خدیجہ کو ذہانت، فطانت اور تجارت کی قوت اور صلاحیت عطا کی تاکہ یہ دولت اسلام کی ترویج و ترقی میں کام آئے۔ آنحضرت جو تجارت میں ابو طالب سے تربیت حاصل کر چکے تھے خدیجہ کی دعوت پر ان کے ساتھ شریک تجارت ہوئے اور خدیجہ کے غلام میسرہ جو سفر تجارت میں آنحضرت کے ہمراہ تھے خدیجہ کو اُن کی زبانی آنحضرت کی کرامت اور صداقت کا علم ہوا اور اس کامیاب تجارتی سفر کے بعد حضرت خدیجہ نے اپنی سہیلی نفیسہ کے ذریعہ خود ہی آنحضرتؐ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔

ابن اسحاق سیرت ابن ہشام میں روایت کرتے ہیں کہ قریش کی خواتین جن میں خدیجہ بھی تھیں عید کے موقع پر خانۂ کعبہ کے قریب موجود تھیں کہ اتنے میں ایک اجنبی شخص وہاں آیا اور ان عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

(یا معشر نساء قریش انه یوشک ان یبعث فیکن نبی قرب وجوده فایتکن استطاعت ان تکون زوجاً له فتفعل)

اے قریش کی عورتو !قریب ہے کہ تم میں ایک نبی مبعوث ہو جس کی بعثت کا وقت آپہنچا ہے تم میں سے جو بھی کرسکتی ہو اسکی زوجت اختیار کرلے۔ سب عورتوں نے اس بات کو سنا لیکن یہ شرف صرف حضرت خدیجہ کے لیے مخصوص تھا۔

آنحضرتؐ نے مدینہ منورہ میں اپنی ازواج کے سامنے حضرت خدیجہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا :
واللّٰہ ما ابدلنی اللّٰہ خیراً منھا: اٰمنت بی حین کفر الناس، و صدّقتنی اذکذبنی الناس وواستنی بما لھا اذحرّ منی الناس، ورزقنی منہا الولددون غیرھا من النساء (استیعاب ابن عبد البر)

خدا کی قسم اللہ نے مجھے خدیجہ سے بہتر بیوی عطا نہیں کی، وہ اس وقت ایمان لائیں جب لوگ میرا انکار کر رہے تھے،اور اس وقت میری تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اور اپنے مال سے اس وقت میری مدد کی جب لوگوں نے مجھے اس سے محروم رکھا تھا۔اور اللہ نے مجھے صرف اسی بیوی سے اولاد عطا کی ہے۔
صحیح مسلم میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا : اِنّی قدرُزِقتُ حُبھا یقیناً مجھے خدیجہ کی محبت ودیعت کردی گئی ہے۔

جب آنحضرتؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آنحضرت نے خدیجہ کو اس کی اطلاع دی تو اس وقت انھوں نے تسلّی دیتے ہوئے جو کچھ فرمایااس میں نبی اکرم کے مختلف شمائل اور خصائل کا بیان ہے۔
اللّٰہ یر عانا ابا القاسم اَبشر یا بن عمّ واثبت فوالذی نفس خدیجہ بیدہ انی لارجو ان تکون نبی ھذہ الامۃ ، واللّٰہ لا یُخزیک اللّٰہ ابداً انک لتصل الرّحم وتصدق الحدیث وتحمل الکلَّ وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق۔

اے ابوالقاسم اللہ ہماری حفاظت فرمائے گا۔آپکو بشارت ہو اے فرزند عم آپ ثابت قدم رہیں اس ذات کی قسم خدیجہ کی جان جس کے قبضے میں ہے مجھے امید ہے کہ آپ اس امت کے نبی ہیں اللہ آپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔آپ رشتہ داروں سے صلۂ رحمی فرماتے ہیں، آپ ہمیشہ سچ بات کہتے ہیں، آپ یتیموں کا

خیال رکھتے ہیں ، آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور آپ مصیبت زدہ افراد کی مدد کرتے ہیں۔ جب حضرت خدیجہ کی شادی آنحضرتؐ سے ہوئی تو آنحضرت کی عمر مبارک ۲۵ سال تھی اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خدیجہ کی عمر اس وقت کتنی تھی سیرت حلیبہ میں اس بارے میں مختلف اقوال ہیں ۲۵ سال، ۲۸ سال، ۳۰ سال، ۳۵ سال، ۴۰ سال اور ۴۵ سال اسی طرح اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا آنحضرتؐ سے حضرت خدیجہ کی پہلی شادی تھی یا حضرت خدیجہ آنحضرتؐ سے قبل کسی اور کی زوجیت میں رہ چکی تھیں تو تاریخ کی عام کتابوں میں یہی ملتا ہے کہ حضرت خدیجہ نے پہلی شادی عتیق بن عائذ سے کی تھی اور دوسری شادی ابو ھالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی۔ لیکن ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب مناقب میں تحریر فرمایا ہے کہ :

روی احمد البلاذری و ابی القاسم الکوفی في کتابیھما والمرتضیٰ في الشافی و ابو جعفر في التلخیص ان النبی علیه السلام تزوّج بھا و کانت عذراء

احمد بلاذری اور ابو القاسم الکوفی نے اپنی اپنی کتابوں میں اور سیّد مرتضیٰ نے شافی اور ابو جعفر نے تلخیص میں لکھا ہے کہ نبی کریم نے جب جناب خدیجہ سے شادی کی تو وہ عذراء (کنواری) تھیں۔ حضرت خدیجہ کی خواہش پر جو عقد کی تقریب منعقد ہوئی اس میں آنحضرتؐ کی جانب سے ابو طالب نے جو خطبۂ نکاح پڑھا تھا وہ تاریخ اور ادب کی کتابوں میں نمایاں حروف سے مرقوم ہے۔ حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا :الحمد للہ الذی جعلنا من ذرّیة ابراھیم ، و زرع اسماعیل واصل معد و عنصر مُضَر و جعلنا سدنة بیته، و سوّاس حرمه و جعل لنا بیتاً مجموعاً و حرماً اٰمنا وجعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن اخی ھذا محمد بن عبد اللہ لایوزن برجل الاّ رجح علیه برّاً و فضلاً و شرفاً و عقلا و مجدا و نبلا فان کان فی المال قل، فان المال ظلّ زائل وامر حائل وعاریة مسترجعة و محمد من قد عرفتم قرابته وقد خطب خدیجة بنت خویلد و بذل لھا ما اٰجله و عاجله من مالی عشرین بکراً وھو واللہ بعد ھذا له نبأ عظیم و خطر جلیل)ازواج النبی، عبد المنعم ھاشمی ص ۳۹۔۳۸

ہر طرح کی مکمل حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ذرّیت ابراھیم، نسل اسماعیل، معدہ کے خاندان اور مضر کے نسب سے قرار دیا۔ اور ہمیں اپنے گھر کا خادم قرار دیا اور اپنے حرم کا منتظم بنایا ہے، اور ہمارے لیے ایسا گھر مہیا کیا ہے جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایسا حرم بخشا ہے جو جائے امن ہے اور ہم کو تمام لوگوں پر حکمران بنایا ہے۔ پھر اس کے بعد جان لو! کہ میرا یہ بھتیجا محمد بن عبد اللہ ہر فرد کے مقابلے میں نیکی، فضیلت، شرف، عقل، شان وشوکت اور جود و عطا میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اگرچہ مال و دولت ان کے پاس کم ہے، تو مال ایک ڈھلتا ہوا سایہ ہے اور بدلتا ہوا امر ہے اور لوٹ جانے والی امانت ہے اور محمد جن کی قرابت داری کا تمھیں علم ہو چکا ہے وہ خدیجہ بنت خویلد سے عقد کرنا چاہتے ہیں اور میں اپنے مال میں سے مہر موجل و معجل بیس ناقے دیتا ہوں۔ اور خدا کی قسم اس کے بعد ان کے لیے ایک عظیم خبر آنے والی ہے ،اور ایک جلیل القدر امر عطا ہونے والا ہے۔ اس کے بعد خدیجہ کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل نے خطبہ دیا اور انھوں نے ان تمام فضائل و محاسن کا اعتراف کیا جسے ابو طالب نے بیان کیا تھا اور تمام قریش والوں کو گواہ بنا کر کہا کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبد اللہ سے مقررّ ہ مہر پر کر دیا ہے۔ اس کے بعد خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد نے حضرت محمد کی توصیف کی اور فرمایا اے قریش والو! میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبد اللہ سے کر دیا۔

حضرت خدیجہ نے اپنی عمر کے پچیس سال آنحضرتؐ کی رفاقت میں بسر کیے اپنی تمام تر دولت اسلام کی ترویج و تبلیغ پر صرف کر دی۔ اور آنحضرت کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہی، اور سب سے پہلے آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھی، آنحضرت سے جب قریش نے مقاطعہ کیا تو حضرت خدیجہ نے ۷ ہجری سے ۱۰ ھ تک تین سال صعوبتیں برداشت کیں شعب ابو طالب میں یہ لوگ محصور ہو کر رہ گئے نہ وہاں کھانا میسر تھا اور نہ ہی پانی لیکن اس موقع پر خدیجہ نے مکمل طور سے آنحضرتؐ کا ساتھ دیا اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان مصائب و شدائد کا مقابلہ کیا۔ بعثت کا دسواں سال تھا جب دور نظر بندی کا خاتمہ ہوا اور ابو طالب کا گھرانہ قید سے نکل کر شہر کی آزاد فضا میں آگیا، اور ماہ رجب میں حضرت ابو طالب اور ماہ رمضان کی ۱۰

تاریخ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ہو گیا یہ محسنۂ اسلام اور رسولِ اسلام آنحضرتؐ سے جدا ہو گئی اور آنحضرتؐ نے اس پورے سال کو عام الحزن کا نام دیا اور اس طرح دونوں محسنین کی وفات پر سالِ غم منایا۔